© rasailojaraid.com

شورش کاشمیریؒ

مولانا ابوالکلام آزادؒ (قلمی چہرہ)

''میرا خیال ہے جب سے میں نے ہوش سنبھالا ہے مولانا ابوالکلام آزادؒ سے میری عقیدت کا رشتہ استوار ہے اور اس میں کبھی کوئی کمی نہیں ہوئی ہے۔ میں نے رہنماؤں میں سب سے زیادہ محبت انہی سے کی ہے۔ قید خانے میں مجھ سے یوسف مہر علی نے پوچھا اگر تمہیں رہنماؤں مین سے ایک رہنما منتخب کرنے کیلئے کہا جائے اور کتابوں میں سے کوئی ایک کتاب، تو تم کس کا انتخاب کرو گے؟ میں نے لحظہ توقف کیے بغیر جواباً کہا تھا: ''رہنماؤں میں ابوالکلام آزادؒ اور کتابوں میں ''ترجمان القرآن''! میری زندگی ان دونوں سے متاثر ہے اور میں نے قلم وزبان کے سیاسی سفر میں جو کچھ بھی حاصل کیا وہ انہی کی بدولت ہے''۔

مجھے اپنی بست سالہ زندگی میں ہر مکتبِ خیال کے رہنما کی معیت میں کچھ عرصہ رہنے کا اتفاق ہوا ہے۔ بعضوں کو میں نے نزدیک سے دیکھا ہے اور بعض کو قریب سے سنا ہے۔ لیکن ابوالکلام آزادؒ سب میں آگے اور سب سے الگ ہیں۔ اُن کی بات چیت اتنی شستہ و رفتہ ہوتی کہ کوثر و تسنیم کی لہریں نچھاور ہوتی ہیں۔ اور لہجہ اتنا پیارا کہ الفاظ اس کی تاثیر بیان کرنے سے معذور ہیں۔ وہ واقعی ابوالکلام ہیں، جو کچھ بولتے اور جو کچھ لکھتے ہیں، اس سے انسان کا ذہن پرسش کی طرف نہیں بلکہ پرستش کی طرف جاتا ہے۔ الفاظ کو رشید احمد صدیقی کے الفاظ میں الوہیت کا جامعہ پہناتے ہیں۔

حالات سازگار ہوتے تو وہ جمہوریہ ہندوستان کے پہلے صدر ہوتے۔ لیکن اب وہ کوثر و تسنیم کی ایک ایسی لہر ہیں جو گنگ و جمن کی لہروں کے ساتھ بہہ رہی ہے۔ عربوں میں ہوتے تو ابن تیمیہؒ ہوتے، ہندوؤں میں ہوتے تو اب اُن کے بت پجتے ہوتے لیکن وہ مسلمانوں میں تھے، اس لئے ان کے حصہ میں وہ سب کچھ نہیں آیا ہے۔ جس سے علماء امت کی جبینیں لبریز ہیں۔

مسلمانوں میں جتنی گالیاں ابوالکلامؒ کو دی گئی ہیں، غالباً تاریخ انسانی میں اتنی گالیاں کسی اور کو نہیں ملی ہیں۔ لیکن ان سب معرکوں میں ان کا ایک جواب تھا:

''میرے بھائی! کوئی انسان خواہ وہ کسی درجے میں کیوں نہ ہو، گالی دے کر اپنی عزت میں اضافہ نہیں کر سکتا ہے۔ البتہ احوال کا جو نقشہ ہے آپ انہیں موسمی ہوائیں سمجھئے جو بہر حال گزر جاتی ہیں''۔

اور پھر ایک آہ سرد جو ہونٹوں تک آ کر رک جاتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قامت میانہ، بدن اکہرا، رنگ سرخ وسپید آنکھیں...... اس عمر میں بھی آہوانِ صحرا دیکھ لیں تو چوکڑی بھول جائیں ۔ نجیب الطرفین، ذات سید، پیشہ وزارت، ان کا مجسمہ بے نیازی کی تصویر، انجمن آرائیوں سے محترز، خلوت آرائیوں کا شیدائی، خطابت میں یگانہ، صحافت میں منفرد، سیاست میں یکتا، عالم متبحر، زبردست مجتہد، حُسن چہرہ میں ہو یا آواز میں، اس کی دل پذیری پر جی جان سے فدا۔

دماغ یورپی، طبیعت عجمی، دل عربی، وجود ہندوستانی، مزاج کے اعتبار سے تاناشاہ، یعنی ان کے قالین پر بال ہو اور وہ ان کو چھو جائے یا آپ کی آواز میں حُسن نہ ہو اور آپ الفاظ کی نوک پلک کا خیال کیے بغیر ان کے سامنے بولنے لگیں تو انہیں فوراً نزلہ ہونے لگتا ہے۔ آپ ان کی ایک آدھ کروٹ ہی سے محسوس کر لیں گے۔ کہ اُن کی طبیعت منغض ہو گئی ہے۔ ان کے سامنے بولنا بڑے جی گردے کا کام ہے۔ وہ بولتے ہیں کہ آبشار کی طرح بہتے ہیں۔

ابوالکلام، ابوالکلام نہ ہوتے تو تاج محل ہوتے اور اگر تاج محل انسانی پیکر میں ڈھل جائے تو وہ ہرگز ہرگز ابوالکلام نہیں ہوسکتا ہے۔

''آفاقہا گردیدہ ام لیکن تو چیزے دیگری''

قبول اسلام

ملتان (۲۷رجنوری) مجلس احرار اسلام پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل سید محمد کفیل بخاری کے ہاتھ پر عیسائی خاندان کے تین افراد جیمس مسیح، انور مسیح اور جمیلہ مسیح نے اسلام قبول کرلیا۔ یہ تینوں افراد اپنی مرضی اور رضا مندی کے ساتھ مدرسہ معمورہ، دار بنی ہاشم، ملتان میں آئے۔

انہوں نے کہا کہ وہ اسلام کی حقانیت سے متاثر ہو کر مسلمان ہو رہے ہیں۔ سید محمد کفیل بخاری نے انہیں کلمہ پڑھایا اور اسلام کے بنیادی عقائد کے بارے میں ابتدائی معلومات بہم پہنچائیں۔ اس بابرکت مجلس میں حافظ محمد نوید ایڈووکیٹ، مولانا محمد اکمل، محمد الیاس اور مدرسہ معمورہ کے طلباء و اساتذہ شامل تھے۔ آخر میں اجتماعی طور پر دعا کی گئی اور تینوں نومسلموں کو اسلام قبول کرنے پر مبارک باد دی گئی۔

نومسلموں کے نئے نام یہ ہیں: غلام رسول، محمد انور، جمیلہ بی بی

© rasailojaraid.com